Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۵/۳۰	۲۴ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ ۔ ۲۳ احسان ۱۳۵۵ ہش ۔ ۲۳ جون ۱۹۷۶ء	نمبر ۱۴۲

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

استغفار کے حقیقی معنے یہ ہیں کہ بشریت کی کوئی کمزوری انسان سے ظاہر نہ ہو

اور

خدا اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ میں اُسے لے

"استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غفر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اَور بھی وسیع کئے گئے ہیں اور یہ بھی مراد ہے کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہو ڈھانک لے لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے یعنی جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کے لئے لازم آتا ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے۔ پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ...... سو وہ خالق بھی ہے اور قیوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔ غرض خدا کی ہر ایک صفت کے لئے ایک فیض ہے اور استغفار صفتِ قیومیت کا فیض حاصل کرنے کے لئے ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز اُردو جلد اوّل صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۳ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی خاص حفاظت و امان میں رکھے اور اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔

ربوہ ۲۳ احسان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

بے چینی اور ضعف کی تکلیف بدستور ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو شفا عطا فرمائے اور آپ کے مبارک اور قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب دو اڑھائی ماہ کے لئے امریکہ تشریف لے گئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ بخیریت واپس تشریف لائیں۔

جائیداد کے موصی اصحاب

جائیداد کے موصی اصحاب اپنی جائیداد سے آمد پر چندہ عام کی بجائے چندہ وصیت بشرح چندہ عام (1/16) ادا فرماتے ہیں۔ موصی اصحاب ازراہ کرم نوٹ فرمالیں ایسی رقوم چندہ عام میں داخل نہیں ہونی چاہئیں۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

احمدی خواتین کی مالی قربانیاں

اللہ تعالیٰ نے احمدی خواتین کو ہمیشہ یہ سعادت عطا فرمائی ہے کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے جب بھی ان سے مالی قربانی کا مطالبہ ہوا وہ کبھی پیچھے نہیں رہیں۔ "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں بھی ہماری بہنوں نے فراخ دلی سے وعدے لکھوائے اور بعض باقاعدگی سے ادائیگی بھی کر رہی ہیں۔ سب بہنوں سے جنہوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں درخواست ہے کہ وہ جائزہ لیں کہ ان کی ادائیگی معیار کے مطابق ہو رہی ہے؟ اگر کمی ہو تو اسے جلدی پورا کر دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۳ احسان ۱۳۵۵ھش
۲۳ جون ۱۹۷۶ء

جملہ مامورینِ الٰہی کی صداقت کی ایک بیّن دلیل

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِس امر کا متعدد بار ذکر فرمایا ہے کہ اُس نے لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر قوم اور علاقے میں اپنے مامور بھیجے جیساکہ وہ فرماتا ہے :-

(۱) وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (فاطر آیت ۲۵)

ترجمہ :- اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

(۲) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (الرعد آیت ۸)

ترجمہ :- تُو صرف آگاہ (اور ہوشیار) کرنے والا ہے اور ہر ایک قوم کیلئے (خدا کی طرف سے) ایک رہنما (بھیجا جا چکا) ہے۔

(۳) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (یونس آیت ۴۸)

ترجمہ :- اور ہر ایک قوم کے لئے ایک (نہ ایک) رسول (کا آنا ضروری ہوتا) ہے۔ پس جب ان کا رسول آتا ہے تو انکے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی رسول اور مامور اس کثرت سے دُنیا کے مختلف علاقوں میں بھیجے ہیں کہ کوئی قوم اور کوئی علاقہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں اُس کی طرف سے کوئی ہوشیار کرنے والا اور ہدایت دینے والا نہ آیا ہو۔

ان مامورینِ الٰہی میں سے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بعض کا نام بنام ذکر کیا ہے اور بعض کا نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اِس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ قرآنِ مجید میں صرف چند رسولوں کا تفصیلی طور پر ذکر کیا گیا ہے، فرماتا ہے :-

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ (المؤمن آیت ۷۹)

ترجمہ :- اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے تھے بعض کا ذکر ہم نے تیرے سامنے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر ہم نے تیرے سامنے نہیں کیا۔

اِس میں شک نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تمام انبیاء کا ذکر نہیں کیا اور نہ سب کا تفصیلی ذکر مناسب ہی تھا جبکہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے بھی زیادہ بیان کی جاتی ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے مامورینِ الٰہی کو پیش آنے والے یکساں قسم کے واقعات کے بعض بنیادی پہلو تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں جن سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مامورینِ الٰہی کو یا اگر اس سے بھی زیادہ ان کی تعداد ہے تو ان سب کو کن قسم کے حالات میں سے گزرنا پڑا۔ بلا استثناء ان سب کا ایک ہی قسم کے حالات میں سے گزرنا اِس امر کی ایک بیّن دلیل ہے کہ ہر مامور من اللہ کا اِس قسم کے حالات میں سے گزرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی مامور من اللہ بھی ہو اور پھر اُسے اُس قسم کے حالات میں سے نہ گزرنا پڑے جس قسم کے حالات میں سے اُس سے قبل بلا استثناء تمام مامورینِ الٰہی کو گزرنا پڑا۔

پہلی بنیادی بات جو اِس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایک مامور من اللہ بھی ایسا نہیں گزرا جس کو چند مستثنیات کے سوا ایک وقت پوری قوم نے نہ جھٹلایا ہو۔ ابتداء میں ہر مامور من اللہ کی انتہائی وسیع پیمانہ پر تکذیب کی گئی اور کی بھی گئی بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۴۵)

ترجمہ :- پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے۔ جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آتا تھا وہ اُسکو جھٹلاتے تھے۔ پس ہم اُن (جھٹلانے والوں) میں سے بعض کو بعض کے پیچھے بھیجتے چلے جاتے تھے (یعنی ہلاک کرتے جاتے تھے) اور ہم نے ان سب کو گزشتہ افسانے کر کے رکھ دیا (یعنی دنیا میں ان کا نام و نشان باقی نہ رہا) اور (ان کے متعلق فرشتوں کو حکم دیا کہ) جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کے لئے خدا کی لعنت (مقدر کر دو)۔

جملہ رسولوں کو اِس امر کے باوجود جھٹلایا گیا کہ وہ محکم دلائل، اعلیٰ تعلیم اور روشن نشانات لیکر آئے تھے یعنی جھٹلانے والوں نے نہ دلائل کا ہی کوئی اثر لیا، نہ برتر تعلیم سے ہی وہ متأثر ہوئے اور نہ روشن نشانوں کو ہی خاطر میں لائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ (فاطر آیت ۲۶)

ترجمہ :- اور اگر یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں تو اُن لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے گزرے تھے (اپنے وقت کے رسولوں کو) جھٹلایا تھا۔ اُن کے پاس بھی اُنکے زمانہ کے رسول دلائل کے ساتھ اور تعلیمات کے ساتھ آئے تھے اور (ان میں سے بعض) روشن کرنے والی کتاب کے ساتھ (آئے تھے)۔

بعثت مامورین کے ضمن میں اِس بنیادی امر پر روشنی ڈالنے کے بعد کہ ان کی تکذیب ضرور کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کے حالات کے ضمن میں جن کا اُس نے نام لیکر قرآنِ مجید میں ذکر کیا ہے ہر ایک کے بارہ میں اِس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ ان کی قوم نے ان کی ایک نہ سُنی، انہیں جھٹلایا اور اُن کی تکذیب کی۔ اس سے یہ امر دو اور دو چار کی طرح ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ کسی مامور من اللہ کو محض اس بناء پر اپنے دعوے میں جھوٹا قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اُس کی قوم نے بیک زبان اُسکی دعوت کو مسترد کر دیا۔ اگر قوم کے اس کی دعوت کو جھٹلانے اور اس کی تکذیب کرنے کو عدم صداقت کی دلیل قرار دیا جائے تو پھر انبیاء ماسبق میں سے کسی ایک نبی کی صداقت بھی ثابت نہیں ہوسکتی اور نعوذ باللہ ان کے کاذب ہونے کو تسلیم کرنے کے سوائے چارہ نہیں رہتا کیونکہ سلسلۂ انبیاء میں سے کوئی ایک نبی بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جسے اُس کی قوم نے اُسکے دعویٰ کے معاً بعد قبول کر لیا ہو اور پوری کی پوری قوم بیک وقت اُس پر ایمان لے آئی ہو۔ ابتداءً تکذیب اور مخالفت کا ہونا اور بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ ہونا اور اتنی شدید مخالفت کے باوجود بالآخر مدعی ماموریت کا اپنے مشن میں کامیاب ہونا اُس کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہوتی ہے۔

اندریں صورت جبکہ ابتداءً انتہائی شدید مخالفت کا ہونا اور اکثریت کی طرف سے تکذیب کا ظہور میں آنا مامورینِ الٰہی کی صداقت کو آشکار کرنے کا موجب ہوتا ہے ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عظیم روحانی فرزند کی بھی مخالفت کی جاتی جس کے مہدی موعود کی حیثیت سے ظہور کی آپ نے بشارت دی تھی۔ اِسی لئے ائمہ سلف نے جو اِس حقیقت سے اچھی طرح باخبر تھے بار بار اپنی کتب میں اِس امر کا اظہار کیا کہ ہر چند کہ مہدی علیہ السلام احیاء و غلبۂ اسلام کی غرض سے مبعوث ہوں گے لیکن ابتداء میں خود مسلمان ہی ان کی تکذیب کریں گے۔ اِس قسم کے کثیر التعداد حوالہ جات میں سے ہم یہاں صرف ایک حوالہ درج کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں جو مولانا شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مجموعۂ ملفوظات الموسوم بہ "شمائم امدادیہ" سے ماخوذ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے :-

"ظہور امام مہدی آخر الزمان کے ہم سب لوگ شائق ہیں مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے۔ اوّل اوّل ان کی بیعت اہلِ باطن اور ابدالِ شام بقدر تین سو تیرہ کے کریں گے اور اکثر لوگ منکر ہو جائیں گے۔ اللہ سے ہر وقت یہ دعا مانگنا چاہیئے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝"

(کتاب "شمائم امدادیہ" طبع دوم ۱۳۸۶ھ صفحہ ۱۰۲)

پس حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ابتداءً صرف اہلِ باطن کا ایمان لانا اور باقی تمام لوگوں کی طرف سے تکذیب کا ظہور میں آنا آپ کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ اور یہ دلیل جملہ مامورینِ الٰہی کی صداقت پر ان کے اپنے اپنے زمانہ میں مُہرِ تصدیق ثبت کرتی رہی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الاحکام تحت انوار القرآن

آداب المعاشرہ

محترم ملک سیف الرحمان صاحب فاضل ربوہ

معاشرہ کی تعریف

انسان مدنی الطبع ہے مل جل کر رہنا اس کی سرشت میں داخل ہے۔ اجتماعی رہن سہن کے نتیجہ میں ہی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ افراد کا اچھا اور صاف ستھرا رہن سہن اچھے اور صاف ستھرے معاشرہ کا موجب ہے اور اچھا معاشرہ افراد کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ فرد بھی اس میں حصہ دار ہے گروہ اور مجموعہ کا بھی اسمیں حصہ ہے دونوں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کا اثر لیتے ہیں۔ معاشرہ اچھا ہو تو یہ ہو نہیں سکتا کہ اس کے افراد بحیثیت مجموعی اچھے نہ ہوں اسی طرح اگر افراد اچھے ہوں تو معاشرہ کی اچھائی میں کوئی کلام نہیں اس کے برعکس اگر معاشرہ خراب ہو تو فرد خواہ کتنا ہی نیک فطرت ہو وہ معاشرہ کے برے ماحول سے بے نیاز نہیں رہ سکتا اسی طرح اگر کوئی فرد برا ہے تو اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ مچھلی کہیں سارے جل کو گندہ نہ کردے۔ اسی لئے اسلام نے جہاں فرد کی اصلاح اور نیک عمل پر زور دیا ہے وہاں اجتماعی اصلاح اور نیکی کی راہوں پر ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران ۱۱۱)

یعنی تم ایک بہترین معاشرتی و اجتماع کے مالک ہو اور تمہارا ظہور اس غرض سے ہوا ہے کہ جو نیکی اور بھلائی تمہیں حاصل ہوئی ہے اسے دوسرے لوگوں میں بھی فروغ دو۔

اور جن برائیوں اور تباہ کن خرابیوں سے تم بچ نکلے ہو ان سے دوسروں کو بھی بچاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا:

"مثل القائم علی حدود اللہ عز و جل والواقع فیہا کمثل قوم استہموا علی سفینۃ فاصاب بعضہم اعلاہا وبعضہم اسفلہا فکان الذی فی اسفلہا اذا استقوا من الماء مروا علی من فوقہم فقالوا لو انا خرقنا فی نصیبنا خرقا ولم نؤذ من فوقنا فان یترکوہم وما ارادوا ہلکوا جمیعا وان اخذوا علی ایدیہم نجوا ونجوا جمیعا۔"

(بخاری کتاب الشرکۃ باب ہل یقرع فی القسمۃ والاستہام فیہ ۱/۳۳۹)

مساوات انسانی

اسلامی ہدایات کے تحت اسلامی معاشرہ کی ایک اہم علامت باہم مساوات ہے جس کی بنیاد نسل انسانی کی وحدت پر ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ارشاد باری یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔

(الحجرات ۱۴)

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد عورت سے پیدا کیا یعنی تمہاری پیدائش کا ایک ہی طریق ہے اور تمہیں گروہوں اور قبائل میں اس لئے تقسیم کیا کہ تا تعارف اور ایک دوسرے کی پہچان میں آسانی رہے ورنہ یہ مختلف قبائل سے تعلق رکھنا کوئی وجہ فضیلت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شرف و کرم اور وجہ فضیلت تقویٰ اور اہلیت ہے یعنی خدا تعالیٰ کے حضور وہی معزز اور آگے آنے کے مستحق ہیں جو کمزوریوں اور اپنی استعدادوں کو ضائع کرنے سے بچتے ہیں اور ذمہ داری سپرد کئے جانے کے اہل ہیں۔

اسی حقیقت کی تشریح کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر فرمایا:

لیس لعربی فضل علی عجمی ولا لعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء آدم وآدم من تراب

(سیرۃ ابن ہشام)

کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں کیونکہ عرب یا عجم میں پیدا ہونا باعث شرف و کرم نہیں بحیثیت انسان سب برابر ہیں۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہے۔

حریت

اسلام اپنے معاشرہ میں حریت و مسرت اعتدال و اقتصاد کی ایسی فضا قائم کرنا چاہتا ہے جہاں سوائے خشیت الٰہی کے کسی کا کسی پر کوئی دباؤ نہ ہو۔ حریت فکر و ضمیر۔ آزادی اظہار رائے آزادی مذہب۔ آزادی روزگار جان و مال اور آبرو کا تحفظ۔ اسلام ان سب امور کو انسان کے بنیادی حق تسلیم کرتا ہے تبلیغ مذہب ہر شخص کا حق ہے لیکن اس طرح پر کہ ہر ایک صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے انسانی عقل و خرد سے اپیل کرے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائے جذب و روحانی تاثیرات کا مظہر بنے اور دوسرے مذاہب کی عیب جوئی اور دل آزاری سے بچے . . . .

- - - - - - - -

. . . . کیونکہ کسی دوسرے مذہب میں اگر کوئی نقص اور خرابی ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا اپنا مذہب سچا ہے۔ مذہب کی سچائی تو اس کی روحانی تاثیرات۔ دل میں اتر جانے والے اظہارات، عقل کو اپیل کرنے والے دلائل اس کا اخلاقی نظام۔ انسانی فلاح و بہبود کے اصول و ضوابط کی ہمہ گیری اور فطرتی تقاضوں سے ہی ثابت ہوگی[1] اسی طرح اسلام یہ بھی تلقین کرتا ہے کہ ہر ایک کو حصول تعلیم کے یکساں مواقع میسر ہوں۔ کوئی قابل ذہن تعلیم سے محروم نہ رہے۔ اسلام کا اپنے معاشرہ سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ ہر ایک کو علاج معالجہ کی پوری پوری سہولتیں حاصل ہوں کوئی شخص اپنے صحیح علاج سے اس لئے محروم نہ رہے کہ وہ نادار ہے! اس کی رائے اور عقیدہ دوسرے کی رائے اور عقیدہ سے مختلف ہے۔ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کے قائم کردہ معاشرہ میں ہر ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھے کوئی کسی دوسرے کے احساسات کو مجروح نہ کرے اور مساوات و حریت کے یہ معنے نہ سمجھے کہ وہ مادر پدر آزاد ہے۔ اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہر شہری میں یہ یقین اور احساس جاگزیں ہونا چاہیئے کہ جہاں اس کے کچھ حقوق ہیں وہاں دوسروں کے حقوق تسلیم کرنے اور ان کا پاس رکھنے کے سلسلہ میں اس کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔ مثلاً

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔

(نساء ع۱)

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا

[1] ان سب اصول و ضوابط کی حقانیت و ثبوت کیلئے ملاحظہ ہوں مراجع اسلامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا کیا۔ اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کرکے دنیا میں پھیلائے اور اللہ کا تقویٰ اس لئے بھی اختیار کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور خصوصاً رشتہ داریوں کے معاملہ میں تقویٰ سے کام لو۔ اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔

۲۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ
دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ۔ وَلَا تَسْتَوِي
الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ
وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ
كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔

(حٰم سجدہ ۳۴، ۳۵)

ترجمہ:۔ اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی اور تو برائی کا جواب نہایت سلوک سے دے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص کہ اس کے اور تیرے درمیان عداوت پائی جاتی ہے۔ وہ تیرے حسن سلوک کو دیکھ کر ایک گرم جوش دوست بن جائے گا۔

شہریت:۔

مل جل کر رہنے کے جو تقاضے ہیں انکا خیال رکھنا اور اُن سے باحسن وجوہ عہدہ برآ ہونا بہترین تمدن و معاشرت کی علامت ہے۔ گاؤں اور دیہات صاف ستھرے ہوں۔ مکان ہوادار۔ گلیاں کشادہ اور ہموار۔ پانی کے نکاس کا عمدہ انتظام۔ پینے نہانے۔ دھونے اور جانوروں کے پلانے کے لئے پانی حسب ضرورت مہیا کیا گیا ہو۔ یہ سب امور اجتماعی ذمہ داری سے تعلق رکھتے ہیں ایسی دوکان ہو جہاں سے روزمرہ کی معمولی ضروریات خریدی جا سکیں مختلف قسم کے ضروری پیشہ ور بڑھئی۔ لوہار حجام۔ ان سب کا انتظام ایک اچھے گاؤں کی بنیادی ضرورت ہے دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے ابتدائی مدرسہ دین کے فروغ اور دینی ضروریات پوری کرنے کے لئے معلم اور عالم دین اور علاج معالجہ کے لئے طبیب بھی گاؤں کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے

گاؤں کے بعد قصبہ جات اور پھر بڑے شہر ملک کی معاشرت کے بنیادی عناصر ہیں۔ گاؤں۔ قصبات اور شہروں کا اچھی اور عمدہ سڑکوں کے ذریعہ باہمی رابطہ آمدورفت کے آسان ذرائع اشیاء اور ضروریات زندگی کی نقل و حمل کا عمدہ انتظام ایک اچھے متمدن معاشرہ کے اہم اجزائے ترکیبی ہیں۔ معاشرہ میں ترقی یافتہ صنعت و حرفت کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں امن و امان قائم کرنے کے لئے تربیت یافتہ باخلاق پولیس۔ انصاف پسند اور مساوات کی دلدادہ انتظامیہ بے خوف اور نڈر عدلیہ سمجھدار اور بے لوث مقننہ۔ اعلیٰ تربیت یافتہ اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس بہترین فوج کسی ملک کی سلامتی۔ استحکام اور معاشرتی ترقی کے ضامن اور بہترین معاشرہ کے اہم حصے ہیں اور اسلام ان تمام مقاصد و مراحل کے لئے واضح اور مدلل ہدایات پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ
فَلَهَا (بنی اسرائیل ۸)

اگر تم اچھے بنو اچھا ماحول قائم کرو تو اپنی ہی بھلائی اور اچھائی کے سامان کروگے اور تم نے برا کیا اور ماحول کو گندا رکھا تو اپنا ہی نقصان کروگے

بہترین اسلامی معاشرہ کن صفات کا حامل ہوتا ہے اس کا ذکر قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے کیا ہے مثلاً فرمایا:۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ
وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ
وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ
يَغْفِرُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ
اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى
بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ
اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ
هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ۔ وَجَزٰٓؤُا
سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا
فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ
ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا
عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى
الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ
وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ۔ (شوریٰ ۳۷ تا ۴۳)

اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے وہ ورلی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ مومنوں اور اپنے رب پر توکل کرنے والوں کے لئے زیادہ اچھا اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اور ان کے لئے جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی طرف لے جانے والی بدکاریوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور اپنے رب کی آواز کو قبول کر لیتے ہیں اور نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں اور ان کا طریق یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اور جب ان پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ بدلہ تو لے لیتے ہیں مگر یہ یاد رکھتے ہیں کہ بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدنظر رکھے تو اس کو بدلہ دینا اللہ کے ذمے ہوتا ہے وہ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو لوگ اپنی ذات پر ظلم کئے جانے کے بعد مناسب بدلہ لیتے ہیں ان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اعتراض صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو لوگوں پر ظلم اور حملہ میں ابتداء کرتے ہیں اور زمین میں بغیر کسی حق کے زیادتی کرنے لگ جاتے ہیں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب ملے گا۔

مہذب معاشرہ کی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ
عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

(بخاری ۵/۲ مطبوعہ مصر)

تم میں ہر ایک ذمہ دار اور اپنے گردوپیش کا نگران ہے اور اس ذمہ داری نگرانی کے بارہ میں اس سے باز پرس ہوگی۔ یہ باز پرس طبعی بھی ہو سکتی ہے اور دینی بھی۔ اچھی نگرانی کے اچھے نتائج نکلیں گے اور خدا کے حضور سے خوشنودی کی سعادت بھی نصیب ہوگی۔

بہترین ریاست معاشرہ کو کیا دیتی ہے؟ محبت، الفت، عفو اور اجتماعی انہام و تفہیم باہمی اعتماد اور عزم و استحکام انہی نتائج کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ
لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ
لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

(آل عمران ۱۶۰)

خدا ہی کے فضل سے آپ ان کیلئے نرم خو ہوئے اور اگر آپ تندخو اور سخت طبیعت ہوتے تو پھر یہ لوگ اس محبت کے ساتھ آپ کے پاس جمع نہ رہتے بلکہ آپ کے گردوپیش سے بدک جاتے منتشر ہو جاتے ان سے درگزر کا سلوک کیجئے۔ ان کے لئے بخشش کی دعا کیجئے اور پیش آمدہ مسائل میں ان سے مشورہ لیجئے اور جب بات طے ہو جائے تو پختہ عزم کیا کرو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہیئے پھر فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا
الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا
حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ
تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (نساء ۵۹)

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ ذمہ داری اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو اور جب فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کو مدنظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق و انصاف کے بارہ میں فرمایا :-

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ
قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا
اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰی (مائدہ ۹:)

کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم عدل و انصاف سے کام نہ لو۔ ہر حال میں عدل قائم کرو کہ راہِ صواب اور تقویٰ کے قریب ترین یہی وصف ہے۔

صحیح شہادت عدل و انصاف کی بنیاد ہے اس کے بارہ میں فرمایا :-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا
قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ
لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ
اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ
(نساء : ۱۳۶)

اے مومنو! عدل و انصاف کے قوّام بن جاؤ۔ عدل کا ستون کبھی نہ گرنے پائے۔ خدا کی خاطر سچی گواہی دو خواہ اپنے یا اپنے والدین یا قریب ترین رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔

غرض انسان کے بنیادی حقوق اور ذمہ داریوں کا جس رنگ میں اسلام نے تعین کیا ہے اور جس طرح ان کی وضاحت کی ہے اس کی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی۔

اسلام نے انسان کا یہ بنیادی حق تسلیم کیا ہے کہ اُسے

۱۔ دین، عقیدہ اور مسلک میں تحفظ حاصل ہو۔
۲۔ ہر ایک کی جان و مال محفوظ ہو اور ذاتی ملکیت کا حق تسلیم ہو۔
۳۔ ہر ایک کی عزت و آبرو محفوظ ہو۔
۴۔ بقائے نسل کا حق حاصل ہو۔
۵۔ عقل کو جلا بخشنے والے علمی ذرائع ہر شخص کو میسر ہوں۔
۶۔ اخلاق کے دائرہ کے اندر ہر ایک کو اظہارِ رائے کی آزادی حاصل ہو۔
۷۔ شہری حقوق میں مساوات کی نعمت سے ہر ایک بہرہ ور ہو۔
۸۔ حصولِ عدل کی راہیں ہر ایک کے لئے آسان ہوں۔

کچھ تفصیل :-

اس اصولی وضاحت کے بعد اب ہم معاشرہ کے بعض جزوی حصوں کی حسب گنجائش تفصیل پیش کرتے ہیں۔

گھر یا خاندان

معاشرہ کی چھوٹی سے چھوٹی اکائی گھر، خاندان، فیملی یا اُسرہ ہے۔ یہ دائرہ میاں بیوی، اولاد اور ماں باپ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اسلام کی ہدایت ہے کہ خوب دیکھ بھال اور پوری پوری تسلی کے بعد شادی کی جائے۔ اس سلسلہ میں جو باہمی گفتگو ہو وہ بالکل صاف، سیدھی اور ہر قسم کے ابہام سے پاک ہو۔ اس بارہ میں قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا کا ارشادِ ربّانی بالکل واضح اور اپنے مفہوم کے لحاظ سے جامع و مانع ہے۔ جب شادی ہو جائے تو پھر پوری کوشش کی جائے کہ باہمی محبت ترقی کرے، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رہے۔ چونکہ فریقین نے بالعموم مختلف ماحول میں پرورش پائی ہوئی ہوتی ہے اس لئے بالکل ممکن ہے کہ طبائع میں کچھ اختلاف ہو۔ اس اختلاف کو حوصلہ، ہوشمندی اور دانائی کے ساتھ سلجھایا جائے۔ جہاں محبت و پیار کا رشتہ ہو وہاں سختی سے کام نہیں چلتا بلکہ باہمی رواداری اور سلجھاؤ اور الفت سب کام بنا دیتی ہے۔ میاں بیوی کے احساسات، جذبات اور اس کی ضروریات کا اس انداز میں خیال رکھے جیسے اُلفت و محبت اُس سے سب کچھ کرا رہی ہے[له] اور دوسری طرف بیوی اپنے میاں کی توقعات اور ضروریات اور اس کے احساسات پر یوں نظر رکھے جیسے وہ انہیں اپنے سمجھتی ہے اور فدائیت کے رنگ میں رنگین ہے۔ فریقین کے ایسے طرزِ عمل کے بغیر گھر جنت کا نمونہ نہیں بن سکتا اور نہ ہی لِتَسْکُنُوْۤا اِلَیْهَا کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاهله (ابن ماجہ کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء صـ۱۴۲) تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر نمونہ کا حامل ہے۔ بہترین عورت کے بارہ میں حضورؐ نے فرمایا خَیْرُ النِّسَاءِ الَّتِیْ تَسُرُّہٗ زَوْجَهَا اِذَا نَظَرَ، تُطِیْعُهٗ اِذَا اَمَرَ لَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَلَا فِیْ مَالِهَا بِمَا یَکْرَہُ۔ (نسائی[۲]

له آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی قدر و قیمت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا کرتے تھے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (نسائی کتاب النکاح۔ کتاب عشرۃ النساء۔ باب حب النساء صـ۵۲)

۲ کتاب النکاح باب ای النساء خیر صـ۱۴۔ مشکوۃ عشرۃ النساء صـ۲۸۳) بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے تو مسرت و الفت سے سرشار ہو جائے۔ جب اسے کوئی بات کہے تو وہ دل و جان سے اس کے مطابق عمل کرے۔ دل میں بھی اس کی مخالفت نہ کرے اور نہ ہی اس کی مرضی کے خلاف اس کے مال کو جا و بے جا خرچ کرے۔

(باقی)

ہفتہ وصولی چندہ مجلس انصار اللہ

یکم جولائی تا ۷ رجولائی ۱۹۷۶ء ہفتہ وصولی چندہ جات انصار اللہ منایا جا رہا ہے۔ تمام ناظمین اضلاع و زعماء و اعلیٰ زعماء صاحبان سے گزارش ہے کہ اس ہفتہ کے دوران زیادہ سے زیادہ وصولی کی کوشش کریں اور سالِ رواں کے بجٹ کی سو فیصدی ادائیگی کو ممکن بنائیں۔ ۱۵ رجولائی کو اپنی مساعی کی رپورٹ مرکز کو ارسال فرمائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

اعلان دار القضاء

مکرم مظفر عالم صاحب ولد ڈاکٹر منظور احمد صاحب معرفت عبد الخالق صاحب نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے بھائی مکرم ظہور انور صاحب غیر شادی شدہ وفات پا چکے ہیں۔ قطعہ ۱/۲ واقع محلہ دار العلوم شرقی مشترکہ طور پر ظہور انور صاحب مرحوم اور میرے نام الاٹ ہے۔

قطعہ ۱/۲ میں سے ظہور انور صاحب مرحوم کا حصہ زمین میرے نام منتقل کئے جانے پر دیگر وارثانِ مرحوم کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

لہذا استدعا ہے کہ قطعہ ۱/۲ تمام میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرماویں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

دعائے مغفرت

۲۸ رمئی ۱۹۷۶ء کو میرے بھتیجے عزیزم احمد حیات کی اہلیہ عزیزہ عذرا بیگم بعمر ۲۲ سال لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیزہ ۲۵ رمئی کو بیمار ہوئیں۔ لاہور میں بغرض علاج لے جایا گیا لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوئی جنازہ اُسی دن لاہور سے حافظ آباد لایا گیا۔ نماز جنازہ میں گرد و نواح کی احمدی جماعتوں کے افراد کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ شام کو مقامی عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ کی شادی ایک سال قبل ۱۵ رجون ۱۹۷۵ء کو ہوئی تھی۔ بہت نیک، صالح اور مخلص احمدی بچی تھی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے خاص فضلوں سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(اسلم حیات خان راولپنڈی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا بچہ عمر ۱۶ سال بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔

(محمود احمد احمدی۔ گنج مغلپورہ۔ لاہور)

۲۔ میری والدہ محترمہ بیوہ سید علی احمد صاحب انبالوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام گزشتہ ہفتہ عشرہ سے شدید بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب سے کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سید شاہ میر احمد اشرف۔ ربوہ)

۳۔ خاکسار کی دادی اماں حبیب کلثوم صاحبہ زوجہ مصری خان صاحب مرحوم موصیہ دو سال سے سخت بیمار چلی آ رہی ہیں نیز خاکسار کی اہلیہ صاحبہ نور جہاں کی صحت بھی بہت خراب ہے۔ اکثر بیمار رہتی ہے ہر دو کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الحمید مبشر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جلیل آباد کوٹلی۔ آزاد کشمیر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مہدی علیہ السلام کے چہرے کا نور میرے نور سے روشن ہوگا

مہدی کے مقام تک کوئی مثیل و شبیہ نہیں پہنچ سکے گا!

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک

ایران کے نامور عالم مولانا السیّد صدرالدین صدر کتاب المہدی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"محمد بن طلحہ شافعی در کتاب مطالب السؤال میگوید: باب دوازدہم در شرح حال ابوالقاسم محمد بن الحسن بن علی بن محمد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کہ مہدی، حجت، خلف صالح و منتظر است۔ آنحضرت، جانشین و حجتی است کہ خدا اورا تائید کردہ، خدا اورا براہ راست ہدایت کردہ و خوئی خود را بہ او دادہ و پایۂ نردبان اورا بتائید خود بالا بردہ خدا زیور فضل بزرگ را بہ او مرحمت کردہ و آنحضرت ہم لباس فضیلت را بتن پوشیدہ۔ پیغمبر خدا قولی را فرمود کہ برای ما روایت شدہ و شخصی کہ بقول پیغمبر خدا علم پیدا کنند معنای آنرا درک خواہد کرد، شخص عالم می بیند کہ اخباری دربارہ علامت مہدی علیہ السلام وارد شدہ و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نسب و صفت و نام مہدی را آشکار کردہ۔ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کفایت میکند کہ فرمود نورِ صورت مہدی از نورِ من خواہد بود آں کسی کہ پارہ تنش زہرای محل نگاہداری و فرستادن او باشد ہیچ مثل و شبیھی بہ این مقامی کہ من بمہدی دادم نخواہد رسید کسی کہ بگوید او مہدی است دروغ نگفتہ است۔"

(کتاب المہدی از علامہ السیّد صدرالدین صدر ناشر کتابفروشی اسلامیہ تہران ۱۹۶۶ء)

(ترجمہ):۔ محمد بن طلحہ شافعی کتاب مطالب السؤال کے بارھویں باب میں ابوالقاسم محمد بن الحسن بن علی بن محمد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کے احوال کے ذکر میں کہتے ہیں کہ مہدی حجت، خلفِ صالح اور (امام) منتظر ہیں۔ آپ ایسے جانشین (خلیفہ) اور حجت ہوں گے جنہیں خدائی تائید حاصل ہوگی اور براہ راست خدا تعالیٰ سے ہدایت یافتہ ہوں گے اور خدا تعالیٰ اپنا خلق انہیں عطا کرے گا اور ان کے زینہ کے پایہ کو خود اپنی تائید سے بلندی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں فضل علم کا زیور مرحمت فرمائے گا اور لباسِ فضیلت سے تن آراستہ ہوں گے۔ پیغمبرِ خدا کا قول ہماری خاطر روایت ہوا ہے۔ جو شخص پیغمبرِ خدا کے قول کا علم حاصل کرلے وہ اس کی حقیقت کو پالے گا۔ عالم شخص جانتا ہے مہدی علیہ السلام کی علامات کے بارہ میں احادیث مروی ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہدی کے نسب، نام اور صفات کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مکتفی ہے۔ آپؐ نے فرمایا مہدی کے چہرہ کا نور میرے نور سے (روشن) ہوگا۔ جس کا لختِ وجود اس کے مقامِ پرورش و نزول کو متجلی کردے گا۔ میں نے مہدی کو جو مقام دیا ہے وہاں تک کوئی مثیل اور شبیہ پہنچ نہیں سکے گا (گویا) جو کہے گا کہ وہ "مہدی" ہے وہ جھوٹ نہیں کہے گا۔

تقریب شادی

مورخہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ خاکسار کے بھائی مکرم نثار احمد صاحب نیشنل بنک آف پاکستان لائل پور کی تقریب شادی ہمراہ رفعت جبین صاحبہ بنت مکرم شیخ محمد یوسف صاحب سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ لائل پور بمقام ۲۲۲-سی غلام محمد آباد لائل پور عمل میں آئی۔ الحمد للہ

مکرم نثار احمد صاحب کا نکاح محترم مولوی محمد الدین صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ضلع لائل پور نے اسی روز مبلغ ۳۵۰۰/- روپے حق مہر پر پڑھا۔ تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع لائل پور نے دعا کروائی۔

مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۷۶ء کو دعوتِ ولیمہ عمل میں آئی جس میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔

بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا باعث اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسار

حافظ محمد اکرم حفیظ بھلوال کلرک

مسجد احمدیہ۔ لائل پور

اعلانات نکاح

۱۔ برادرم عزیزم محمد اکرم صاحب جنجوعہ (حال لیبیا) ابن مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم آف ملتان کا نکاح ہمراہ ناہید الطاف صفیہ صاحبہ بی۔ ایس سی دختر میجر ریٹائرڈ احمد علی شیخ صاحب آف طارق روڈ ملتان مبلغ ۲۵۰۰۰/- پچیس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی برکت اللہ صاحب محمود مربی جماعت احمدیہ ملتان نے مسجد احمدیہ حسین آگاہی ملتان میں مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۷۶ء بعد از نماز جمعۃ المبارک پڑھا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ جانبین کے لئے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۔ برادرم عزیزم محمد ارشد صاحب جنجوعہ (حال لیبیا) ابن مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم آف ملتان کا نکاح ہمراہ صادقہ بیگم صاحبہ بی۔ ایس سی دختر مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی مبلغ ۱۰۰۰۰/- روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر مربی جماعت احمدیہ کراچی نے مسجد احمدیہ عزیز آباد کراچی میں مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۷۶ء بروز پیر بعد از نماز مغرب پڑھا۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکساران
چوہدری عبدالحفیظ ایڈووکیٹ ملتان۔
چوہدری محمد اسلم قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملتان۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کے بھائی محترم لطف المنان صاحب حال امریکہ کی اہلیہ صاحبہ اپنے دو کمسن بچوں کے ساتھ بذریعہ ہوائی جہاز عازم امریکہ ہو رہی ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں انکا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت منزلِ مقصود پر پہنچائے۔

نیز خاکسار گزشتہ دو ہفتوں سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (حبیب الرحمٰن ایم۔ ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

۲۔ میرا پوتا عزیزم منصور احمد اور میرا نواسہ عزیزم سیف الرحمٰن سخت بیمار ہیں۔ کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (ملک عطاء محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک چٹھہ ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴